مولانا عبدالرحمان عتیق

تحریر: عبدالرشید عراقی

پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم نے اپنی کتاب گنج ہائے گرانمایہ میں لکھا ہے کہ "موت سے کسی کو مفر نہیں" لیکن جو لوگ اشاعت اسلام توحید وسنت کی ترقی وترویج اور شرک وبدعت کی تردید و توبیخ میں کام کرتے رہتے ہیں وہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائیں ان کی وفات قبل از وقت تکلیف دہ محسوس ہوتی ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن عتیق خطیب جامع مسجد منانیہ وزیر آباد جن کا ۲ جون ۱۹۹۵ء بروز جمعہ حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوا۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی کی تحریر ان پر مکمل طور پر صادق آتی ہے مولانا عبدالرحمان عتیق کی ساری زندگی اسلام کی نشرواشاعت اور توحید وسنت کی ترقی وترویج اور شرکت وبدعت کی تردید وتوبیخ میں بسر ہوئی۔

اللہ تعالٰی نے ان کو ہم سے ایسے وقت میں جدا کیا جب کہ ہمیں ان کی شدت سے ضرورت تھی لیکن اللہ تعالٰی کے فیصلے کے آگے کوئی پیر نہیں مار سکتا۔ وہی ہمارا مالک اور آقا ہے جب تک چاہے کسی کو زندہ رکھے جب چاہے واپس بلالے وہی ہمارا حامی وناصر ہے اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور ایک دن ہمیں بھی اسی کے پاس لوٹ جانا ہے اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

اسلام نے کسی شخص کی عظمت کا دارومدار اور اسکے علمی عملی کمالات اللہ تعالٰی سے اسکے تعلق اور اسکی دینی کمالات پر رکھا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ اور آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ

"انسان بھی اپنے اوصاف وکمالات کے لحاظ سے سونے اور چاندی کی کانوں کی طرح ہیں جو لوگ زمانہ قبل اسلام اپنے اوصاف کے لحاظ سے بہتر سمجھے جاتے تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر سمجھے جائیں گے بشرطیکہ دین میں سمجھ رکھتے ہوں"

جن لوگوں نے کبھی مولانا عبدالرحمان عتیق کو نہیں دیکھا وہ بہت کچھ سن کر اور پڑھ

کر بھی شاید اس کا صحیح اندازہ نہ لگا سکیں۔ کہ مرحوم اپنے کریمانہ اخلاق اور مشفقانہ لطف و کرم کے اعتبار سے کیا تھے اور یہ کہ جو ایک بار ان سے مل لیتا تھا۔ وہ انکی عالمانہ گفتگو فہیمانہ طریق فکر اور بزرگانہ طرز سلوک کا کسقدر گرویدہ ہو جاتا تھا۔ مولانا عبدالرحمان عتیق ایک نامور عالم دین محقق دینی مسائل کی تشریح و تفصیل میں یگانہ، شعلہ نوا خطیب اور عمدہ مقرر تھے انکی تقریر بڑی پر اثر اور دل میں اتر جانیوالی ہوتی تھی سامعین انکی تقریر کے دوران زارو قطار روتے تھے سامعین کی خواہش ہوتی تھی کہ انکی تقریر گھنٹوں جاری رہے۔

بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ وسعت نظر وسعت مطالعہ اور رسوخ فی العلم اور ذکاوت میں انکی نظیر اس وقت جماعت اہلحدیث میں ملنی مشکل ہے "**والغیب عنداللہ**" —— ان جیسا آدمی برسوں میں پیدا ہوا تھا اور اب ان جیسا آدمی شاید برسوں میں بھی پیدا نہ ہو۔

ہزاروں سال ۔ ۔ ں اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا عبدالرحمان عتیق قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، درد مند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا ذہین وذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بہت قیمتی تھا ٹھوس اور قیمی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حافظ ابن القیم اور حافظ ابن حجر کی تصانیف ان کے اکثر مطالعہ میں رہتیں حدیث اور تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی ملکی سیاسیات سے نہ صرف باخبر تھے بلکہ اس پر اپنی ناقدانہ رائے بھی رکھتے تھے۔

مولانا عبدالرحمان عتیق کو مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی اور نامور اہلحدیث عالم اور محقق مولانا محمد عطاء اللہ حنیف سے بہت محبت اور عقیدت تھی اور جب کبھی ان پر سہ حضرات کا ذکر چھڑ جاتا تو بڑی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ

"مجھے ان کی تفسیر ترجمان القرآن، تذکرہ اور "انسانیت موت کے دروازے پر"
سے ایک قلبی لگاؤ ہے اور میں نے یہ تینوں کتابیں کئی بار پڑھی ہیں"

مولانا سید سلیمان ندوی کی کتاب سیرت عائشہ اور خطبات مدراس کے بہت مداح تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

"عراقی صاحب میں نے خطبات مدراس اور انسانیت موت کے دروازے پر تقریباً دو درجن کے قریب منگوا کر اپنے دوستوں میں تقسیم کی ہیں اور انہیں تاکید کی ہے کہ یہ دونوں کتابیں ضرور پڑھو!"

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کا تذکرہ آجاتا تو بڑی فراخدلی سے انکے علم وفضل کا اظہار کرتے۔ اور اکثر جب ملاقات ہوتی تو مولانا عطاء اللہ مرحوم کا ذکر آجاتا تو فرماتے! کہ

میں نے مولانا عطاء اللہ حنیف جیسا ٹھوس عالم نہیں دیکھا میرے دل میں ان کا بہت احترام ہے اس لئے ایک تو میرے والد صاحب کے دوستوں میں سے ہیں اور ان ہی کی تحریک پر مجھے دار العلوم اوڈانوالا میں داخل کیا گیا۔ دوسرے دینی مسائل میں ان کی نظر بہت گہری تھی مطالعہ کے بہت شوقین تھے اور خاکسار سے جب بھی ملاقات ہوتی تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور حافظ ابن حجر کی کتابوں کے مطالعہ کی تلقین کرتے تھے اس لئے مجھے ان سے محبت وعقیدت بھی ہے۔ اور یہ فقرہ بھی مولانا عطاء اللہ حنیف کے تذکرہ میں دہراتے کہ میں نے عطاء اللہ حنیف جیسا شریف النفس اور نیک انسان کبھی نہیں دیکھا۔

مولانا عبدالرحمان عتیق کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ نہایت پختہ استعداد کے وسیع النظر عالم دین تھے بات بڑی جچی تلی کرتے، تقریر کا انداز واسلوب بڑا دلنشین اور موثر ہوتا تھا اسلامی معاشرہ اور عام پبلک میں ان کا بڑا اعتبار تھا وہ نہایت بے لوث بے غرض حد درجہ خود دار، حق گو اور بے باک انسان تھے اخلاق وشمائل اور عادات وخصائل کے اعتبار سے وہ بڑے پاکیزہ سیرت اور بلند مرتبہ انسان تھے عمر ۵۸ سال کی ہوئی ان کا انتقال بلاشبہ جماعت اہلحدیث کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے جس کو بھلایا نہ جاسکے گا۔

موزوں قدو قامت' گندمی رنگ' قدرے کشادہ' پیشانی داڑھی اور سر میں نصف سے زیادہ سفید بال' ملت اسلامیہ کے درد مند رہنما مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مولانا داؤد غزنوی کی خطابت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی اصابت رائے کی نادر الوجود مثال' وضعداری شرافت کی جیتی جاگتی اور منہ بولتی تصویر امیرمینائی کے تصوراتی شعر کی صحیح معنوں میں عملی تفسیر۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ ایک ایسے چہرے کا قلمی خاکہ ہے جس کا خیال آتے ہی ایک ایسی مغموم مسکراہٹ نگاہوں کے سامنے گھوم جاتی ہے لیکن آہ! اب یہ غمگین مسکراہٹ قبرستان پرانی چونگی وزیر آباد میں مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آباد کے پہلو میں منوں مٹی کے نیچے دب کر قیامت کی نیند سو گئی۔

قضا کس کو نہیں آتی ہے یوں تو سب کو آتی ہے
پر اس مرحوم کی بوئے کفن کچھ اور کہتی ہے

مولانا عبدالرحمان سے ان کے انتقال سے تقریباً ایک ماہ قبل ملاقات ہوئی تھی وہ غیر معمولی ہشاش بشاش تھے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے اور تقریباً ۲۲ سال کی دوستی وتعلقات کا یہ آخری نقطہ اتصال ہے میں ان کا بہت احترام کرتا تھا وہ عزیزوں سے بڑھ کر عزیز اور مخلصوں سے بڑھ کر مخلص تھے کبھی مہینوں ملاقات کی نوبت نہیں آتی تھی مگر جب ملاقات ہوتی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اجنبیت پیدا نہیں ہوئی وہی مزاج وہی شگفتگی آنکھوں سے وہی ذکاوت اور صدق وصفاء کی چمک ہویدا گھنٹوں ملاقات کے بعد بھی مجلس سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا ہر موضوع پر گفتگو ہوتی علم' دین اور سیاست سے لے کر نجی اور شخصی معاملات پر باتیں ہوتیں وہ یکساں دلچسپی سے سنتے اور گفتگو کرتے۔

مولانا عبدالرحمان عتیق کی وفات سے بلامبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ انکے انتقال سے جماعت اہلحدیث ایک بلند پایہ عالم محقق سے محروم ہوگئی ہے وہ اپنی شکل وصورت اور ہیت ولباس

سے عالم دین اور تواضع وانکساری کیوجہ سے ایک صوفی باصفا معلوم ہوتے تھے وہ سیرت نبوی ؐ کے متبع اور علماء مجاہدین کے عاشق وشیدائی تھے انکا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔

مولانا عبدالرحمان عتیق مرحوم نے ۱۹۸۰ء میں پہلا حج کیا اور ۱۹۸۳ء میں دوسرا اور ۱۹۹۴ء میں تیسری بار حج بیت اللہ کے تشریف لے گئے راقم مقالہ نگار بھی ان کے گروپ میں شامل تھا میرے دو عزیز پروفیسر عبدالحمید نصر اور ملک محمد اشرف اور میسرز شیخ غلام رسول سید رسول وزیر آباد کے پارٹنر شیخ محمد طارق بھی ہمارے گروپ میں شامل تھے۔ کئی بار سننے میں آیا ہے کہ جو لوگ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ان میں اکثر کو مناسک حج ادا کرنے کا پتہ نہیں ہوتا اور معلم حضرات بھی رہنمائی نہیں کرتے۔ چنانچہ ہمیں اس کا مشاہدہ بھی ہوا۔ ہماری خوش نصیبی تھی کہ مولانا عبدالرحمان مرحوم ہمارے گروپ لیڈر تھے آپ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مکمل طور پر مناسک حج میں ہماری رہنمائی کی۔ اور کتاب وسنت کی روشنی میں تمام مسائل سے آگاہ کیا ہمارے گروپ میں دس مرد اور دس عورتیں شامل تھیں اور میں نے گروپ کے تمام آدمیوں کو کئی بار یہ کہتے سنا کہ

> "ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں ایسے عالم وفاضل کی معیت میں حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے جو تمام مناسک حج سے مکمل طور پر واقفیت رکھتے تھے"

اور ہماری رہائش بھی ایک کمرہ میں تھی جب بھی حرمین سے واپسی ہوتی کھانا کھانے کے بعد کتاب وسنت کی روشنی سے مسائل بتاتے۔

اس سال ۱۹۹۵ء میں آپ کو رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی جب عمرہ سے واپس تشریف لائے تو ملاقات کے لیئے حاضر ہوا۔ ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو رہی فرمانے لگے۔

> "عراقی صاحب رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اب ایک اور خواہش ہے کہ آئندہ سال شعبان میں عمرہ کیلیئے جاؤں"